© rasailojaraid.com

تحریر: مولانا عبدالرزاق سلفی، بہاولپور

تعزیت کے شرعی آداب

دین اسلام کی اصل صورت کو بگاڑنے میں بہت کچھ کردار اس کے رہبروں کا بھی ہے۔ کچھ اسلام رسم ورواج کی نذر ہوگیا، کچھ مولویوں کے کرم سے تبدیلی آئی۔ آہستہ آہستہ اسلام کی صورت بگڑ گئی۔ آج عوام پریشان ہیں کہ اسلام کیا ہے؟ ان بگڑے ہوئے مسائل میں سے ایک مسئلہ تعزیت کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں صحابہ کرام فوت ہوئے، جنگ احد میں ستر صحابہ کرامؓ شہید ہوئے، ان کے وارثوں نے تعزیت کی ہوگی۔ اللہ کے پیارے رسول ﷺ کے صاحبزادے فوت ہوئے، آخر تعزیت کیلئے صحابہ کرامؓ آئے ہوں گے، وہ طریقہ کہاں ہے؟ متعدد صحابہ کرامؓ شہید بھی ہوئے، فوت بھی ہوئے، لیکن حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ورثاء سے تعزیت کے لیے تین دن دھرنا مار کر بیٹھنا ثابت نہیں ہے۔ بات تو بالکل صاف شفاف اور واضح ہے کہ ﴿لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ﴾ ''تم میں رسول اللہ ﷺ کا بہترین طریقہ موجود ہے''۔

۱۔ کیا رسول اللہ ﷺ فوت شدگان کے گھر تین دن تک بیٹھے تھے......؟

۲۔ کیا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ فوت شدگان کے گھر بیٹھ کر مرنے والے کیلئے اجتماعی دعا مانگا کرتے تھے......؟ کچھ لوگ یہ جواب دیتے ہیں کہ اچھا یہ بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن بیٹھنے سے منع کیا ہے......؟

کیا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے فوت شدگان کے گھر بیٹھ کر مرنے والے کیلئے دعا مانگنے سے روکا تھا......؟ بھائی یہ بات ہے کہ جب بیماری لگتی ہے، دوائی اس وقت لی جاتی ہے، آدمی تندرست ہو اور ڈاکٹر کے پاس دوائی لینے کیلئے چلا جائے تو اسے کون عقل مند کہے گا، چونکہ یہ بیماری رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہی نہیں ہوئی تھی تو روکا کس طرح جاتا؟ اللہ پاک نے تو ایک ہی علاج بیان کردیا ﴿لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ﴾ ''میرے پیارے پیغمبر ﷺ کا طریقہ تم میں موجود ہے'' اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا (من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھو رد) ''دین اپنی مرضی کا نام ہے نہ ہی لوگوں کے رسم ورواج کا نام ہے''۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ثم جعلناك على شريعة من الامر فاتبعها و لا تتبع اهواء الذين لا يعلمون﴾ (جاثیہ:18) ''پھر ہم نے آپ کیلئے دین کا طریقہ مقرر کیا۔ آپ بس اس کی اتباع کیجئے اور ان لوگوں کی خواہشات کی اتباع نہ کیجئے جو علم نہیں رکھتے۔

دین کے ساتھ ناروا سلوک: آج جتنا ناروا سلوک اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دین کے ساتھ کیا جارہا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اتنا کسی اور چیز کے ساتھ برا سلوک نہیں ہوتا۔ ان مسائل کے ساتھ ناروا سلوک کی چند مثالیں ملاحظہ فرمایئے:

پہلی مثال: مولانا مسرور حنفی لکھتے ہیں کہ ''امام شافعیؒ کے نزدیک جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھے۔ دلیل کے لحاظ سے یہ قوی معلوم ہوتا ہے اور ہمارے اصحاب میں شر بنالی (حنفی) نے اس کو مختار کہا ہے۔ اس لئے حضرت ابوامامہؓ کا قول ہے کہ نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ تکبیر کہے اور خاموشی سے فاتحہ الکتاب پڑھے۔ (سقایہ: 295/1) پھر لکھتے ہیں کہ ''ہمارے نزدیک نماز میں قرات (فاتحہ) نہیں ہے۔ (سقایہ: 295/1)

یعنی امام شافعیؒ کے نزدیک سورۃ فاتحہ جنازہ میں پڑھے۔ دلائل بھی قوی ہیں، صحابہؓ نے بھی پڑھی اور سنت رسول ﷺ بھی ہے۔ ہمارے نزدیک جائز نہیں آخر کیوں......؟

دوسری مثال: مولانا مسرور حنفی لکھتے ہیں کہ جنازہ کی تکبیرات میں امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام مالکؒ بھی رفع الیدین کے قائل ہیں بلکہ شرح الدرر البحار میں ہے کہ ہمارے مشائخ بلخ کہتے ہیں کہ ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے اور امام حنیفہؒ سے بھی ایک روایت اسی طرح ہے لیکن ہمارا فتویٰ رفع الیدین نہ کرنے پر ہے۔ (سقایہ: 295/1)

تیسری مثال: مولانا مسرور حنفی لکھتے ہیں کہ حدیث شریف میں ہے کہ (لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب) ''یعنی سورۃ فاتحہ چھوڑ کر نماز نہیں ہوتی''۔ اس وجہ سے بعض آئمہ مقتدی کیلئے قراءت فاتحہ واجب کہتے ہیں۔ (سقایہ 166/1) حضرت ابوہریرہؓ فتویٰ دیتے تھے کہ امام کے پیچھے آہستہ آہستہ سے سورۃ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔ اکثر اصحاب سنن نے اس طرح روایت کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے آہستہ سے سورۃ فاتحہ پڑھنا جائز ہے۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم اپنے پیچھے قراءت پڑھتے ہو۔ ہم نے عرض کیا ہاں رسول اللہ ﷺ بخدا ہم پڑھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ام القرآن (سورۃ فاتحہ) پڑھا کرو اس لئے جو اسے نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اکثر محدثین نے اس کو روایت کیا ہے۔ (سقایہ: 184/1) ان تمام تر دلائل کے باوجود مولانا مسرور حنفی لکھتے ہیں ''لیکن احناف کے نزدیک (سورۃ فاتحہ) نہ پڑھے۔ (سقایہ: 166/1) بے چاری سورۃ فاتحہ کو کوئی بھی گلے لگانے کو تیار نہیں ہے۔ جس کے پاس گئی اس نے قبول نہ کیا۔ آخر آدمی مر گیا تو سورۃ فاتحہ کہنے لگی اب تو مجھے جنازے میں پڑھ لو جواب ملا تیری ابھی ضرورت نہیں ہے۔ سورۃ فاتحہ نے کہا مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود۔ کچھ لوگ سورۃ فاتحہ سے اتنے تنگ ہیں جب کوئی آدمی مر جاتا ہے تعزیت کیلئے جاتے ہیں، پوچھا جاتا ہے کہاں جاتے ہو کہتے ہیں فاتحہ دینے چلا ہوں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دعا: مرنے والوں کیلئے دعا کرنا لازمی ہے۔ دعا سے مرنے والے کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ گناہوں کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مرنے والوں کیلئے دعا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ نبی پاک ﷺ نے نمازِ جنازہ کے اندر دعا کی اور ہم نبی پاک ﷺ کی مخالفت کر کے نماز جنازہ کے بعد دعا کرتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے مرنے والے کی قبر پر دعا کی۔ ہم جب تعزیت کیلئے جاتے ہیں، تب دعا کرتے ہیں جو سراسر غلط ہے۔ ہم دعا اور تعزیت میں فرق ہی نہیں سمجھتے۔ دعا مرنے والے کیلئے ہے جو ہم نے بوقت جنازہ یا قبر پر دعا کرنی تھی وہیں نہیں کی، تعزیت مردے کے ورثا کا حق ہے، مردے کے ورثا کو تسلی دینی تھی اور ہم نے مرنے والے کیلئے دعا کرنی شروع کر دی۔ تعزیت کے وقت مرنے والے کے ساتھ فریب کیا، عوام کو دھوکا دیا کہ مرنے والے کیلئے دعا کی جا رہی ہے۔ جب جنازہ کی نیت کی جاتی ہے تو جنازہ پڑھانے والا امام یوں کہتا ہے۔ نیت کی میں نے نمازِ جنازہ کی، ثناء اللہ تعالیٰ کیلئے، درود نبی پاک ﷺ کیلئے اور دعا واسطے حاضر اس میت کے اور دعا مانگی: (اللھم اغفرلحینا ومیتنا وشاھدنا وغائبنا) ''اے اللہ ہمارے زندوں کو معاف فرما اور جو ہمارے مر چکے ہیں ان کو بھی معاف فرما اور جو ہم حاضر ہیں ان کو بھی اور جو جنازہ میں حاضر نہیں ان کو بھی معاف فرما'' (وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا) ''ہمارے چھوٹوں کو ہمارے بڑوں کو معاف فرما۔ ہمارے مردوں اور عورتوں کو معاف فرما'' (اللھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام) ''اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھ'' (ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان) ''اور جس کو تو مارے تو ایمان پر مارنا'' کیوں جناب، دعا واسطے اس حاضر میت کے الفاظ اس دعا میں کہاں ہیں اور جو دعا واسطے اس حاضر میت کے کی تھی وہ دعا پڑھی نہیں وہ دعا یہ ہے۔

(اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ) ''اے اللہ اس میت کو بخش دے اور اس پر رحم فرما اور اس کو عافیت دے اور اسے معاف فرما'' (واکرم نزلہ ووسع مدخلہ) ''اس میت کی عمدہ مہمانی کر اور اس کے داخل ہونے کی جگہ کشادہ کر'' حضرت عوف بن مالکؓ کہتے ہیں کہ یہ دعا آپ کو پڑھتے ہوئے سنا تو میں نے تمنا کی! کاش یہ میرا جنازہ ہوتا۔ (صحیح مسلم) تعزیت کیلئے مرنے والے کیلئے دعا نہیں یہ تو مرنے والے کے ورثاء کو تسلی دینی ہے، اور ہم جب تعزیت کیلئے جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ دعا کرو۔ جہاں دعا کرنی تھی وہاں کی نہیں۔ جنازہ میں مرنے والے کیلئے دعا نہ کر کے فرمانِ نبوی ﷺ کی مخالفت کی۔ تعزیت کے وقت دعا نہیں تھی۔ یہاں دعا کر کے نبی ﷺ کے دین کے ساتھ مذاق اڑایا۔ تعزیت کی دعا کے بارے میں مولانا محمد اقبال کیلانی حفظہ اللہ لکھتے ہیں: ''تعزیت کیلئے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا یا فاتحہ پڑھنا سنت رسول ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ (کتاب الجنائز: ۴۴)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تعزیت: فضیلۃ الشیخ ابو بکر الجزائری حفظہ اللہ لکھتے ہیں ''صبر کی تلقین کرنا اور میت کے افراد کو تسلی دینا اور ایسی باتیں کہنا جن سے ان کی مصیبت میں کمی واقع ہو جائے شرعاً تعزیت کہلاتا ہے''۔ (منہاج المسلم: 413) اہلِ خانہ سے اس انداز سے تعزیت کرے جو ان کیلئے باعث تسلی ہو اور انہیں اظہار غم سے روک دے اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر رضا اور صبر کا باعث بنے جو الفاظ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں اگر وہ یاد نہ ہوں تو جس طرح سے بھی باآسانی مقصد حاصل ہو سکے تعزیت کرے۔

الفاظ تعزیت: جب تعزیت کرے تو یہ الفاظ کہے: (ان للہ ما اخذ وللہ ما اعطیٰ و کل شئی عندہ الی اجل مسمی فلتصبرو لتحتسب) ''بے شک اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جو دیتا ہے اور جو لیتا ہے اور ہر چیز کا وقت مقرر ہے لہٰذا صبر کرو اور اجر کے طلب گار رہو''۔

تعزیت کیلئے دھرنا مارنا: ہمارے ہاں تعزیت کرنے کیلئے رواج ہے کہ تین دن کیلئے دھرنا مار کر بیٹھ جاؤ یہ غلط ہے۔ چنانچہ علامہ البانیؒ فرماتے ہیں کہ دو باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اگر چہ لوگ یہ کام مسلسل کر رہے ہیں۔

☆ کسی مخصوص جگہ پر تعزیت کی خاطر جمع ہونا جیسے گھر، قبرستان، مسجد وغیرہ۔

☆ تعزیت کرنے والوں کے کھانے کا انتظام کرنا۔ حضرت جریر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم صحابہؓ میت کے گھر میں اکٹھا ہونا اور دفن کے بعد کھانا تیار کرنا نیاحت (نوحہ) میں شمار کرتے تھے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تعزیت کی خاطر بیٹھنے کو امام شافعیؒ مصنف کتاب اور دیگر بہت سارے اہل علم ناپسند کرتے تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ تعزیت کی خاطر اس شکل میں (دھرنا مار کر) بیٹھنا منع ہے کہ میت کے متعلقین ایک جگہ جمع ہو جائیں اور تعزیت کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے پاس پہنچ جائیں۔ ان کی رائے ہے کہ متعلقین میت کو اپنے کاموں میں مصروف ہو جانا چاہیے۔ جو ان سے ملے تعزیت کر لے۔ تعزیت کی خاطر عورتوں اور مردوں کے اجتماع کی کراہت میں کوئی فرق نہیں۔ (احکام الجنائز از علامہ البانی صفحہ ۱۸۸۔۱۸۹)

فضیلۃ الشیخ ابو بکر جابر الجزائری لکھتے ہیں: ''لوگوں نے جہالت عام ہونے کی وجہ سے تعزیت کیلئے گھروں میں اکٹھے ہو کر بیٹھنے، کھانے کے انتظامات کرنے اور فخر و مباہات کے طور پر اموال خرچ کرنے کا وطیرہ بنا لیا ہے۔ اسے ترک کرنا اور اس سے دور رہنا ضروری ہے۔ اس لئے سلف صالحین گھروں میں جمع نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ قبرستان میں نہ مل سکے اور راستہ میں سامنا نہ ہو سکا تو گھروں میں انفرادی طور پر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (منہاج المسلم: ۴۱۳۔۴۱۴) نواب قطب الدین حنفی لکھتے ہیں کہ ''بہت سے علماء متاخرین کہتے ہیں کہ مکروہ ہے جمع ہونا نزدیک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صاحب میت کے اور سخت مکروہ ہے کہ بیٹھے دروازہ گھر پر اور لوگ جمع ہوں اور تعزیت کریں۔ اس لئے کہ یہ فعل جاہلیت کا ہے بلکہ دفن سے فارغ ہو کر پھریں تو متفرق ہوں اور اپنے کاروبار میں مشغول ہوں اور صاحب میت کو بھی چاہیے کہ اپنے کام میں مشغول ہو۔ (مظاہر حق ۱/۶۴) نواب قطب الدین حنفی لکھتے ہیں ''تعزیت ایک بار سے زیادہ نہ کرے''۔ (مظاہر حق: ۱/۶۴)

شمس الدین بریلوی لکھتے ہیں: ''جو ایک بار تعزیت کیلئے آیا اسے دوبارہ تعزیت کیلئے جانا مکروہ ہے۔ قانون شریعت صفحہ 192 اول۔ علامہ ابن قیم جوزی لکھتے ہیں: کہ آپ ﷺ کا یہ طریقہ نہ تھا کہ تعزیت کیلئے جمع ہوتے اور میت کیلئے قبر کے پاس یا دوسری جگہ قرآن پڑھتے۔ یہ تمام باتیں جدید اور مکروہ قسم کی ہیں۔ (زاد المعاد اردو: ۱/۴۳۱)۔

مولانا عبدالستار الحماد حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ: ''اہل میت کے گھر جا کر مخصوص انداز اختیار کر کے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا ثبوت کتاب وسنت سے نہیں ملتا۔ سوگ کے ایام میں دریاں بچھا کر بیٹھ جانا اور آنے والوں کا مخصوص انداز سے تعزیت کیلئے فاتحہ خوانی کرنا قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے۔ تعزیت کیلئے تین دن کی تحدید بھی بدعت ہے جبکہ انسان کو جب بھی موقع ملے اہل بیت سے تعزیت کی جا سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جعفر طیارؓ کے اہل خانہ سے تین دن کے بعد تعزیت فرمائی تھی۔ (ہفت روز اہل حدیث صفحہ ۲، یکم تا ۷ مارچ ۲۰۰۲ء)

اہل میت کیلئے کھانا:

اہل میت کیلئے زیادہ سے زیادہ دو وقت کھانا بھیجا جا سکتا ہے۔ اس لئے کہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ: ''میں میت کے پڑوسیوں اور رشتہ داروں کا یہ کام پسند کرتا ہوں کہ وہ ایک دن رات کا کھانا اہل میت کیلئے تیار کریں۔ یہ سنت بھی ہے اور اچھا کام بھی''۔ (کتاب الام صفحہ ۴۷ ابحوالہ احکام الجنائز: ۱۹۱)

ہدایہ میں ہے: ''اہل میت کے واسطے اقرباء و پڑوسیوں کا اس قدر طعام بھیجنا کہ ایک رات دن ان کے واسطے پیٹ بھر کر کافی ہو مستحب ہے۔ (ہدایہ اردو: ۱/۷۴۳)

خلیل حیدر آبادی لکھتے ہیں: ''اگرچہ صرف ایک دن یعنی پہلے ہی روز عزیزوں و ہمسائیوں کو مسنون ہے کہ اہل میت کیلئے اتنا کھانا پکوا کر بھیجیں جسے وہ دو وقت کھا سکیں اور اصرار کر کے کھلائیں۔ مگر یہ کھانا صرف اہلِ میت ہی کے قابل ہونا سنت ہے۔ (سنی بہشتی زیور صفحہ ۲۸۸ حصہ سوئم)

علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں: ''میت والوں کے پاس جو مہمان ہوں ان کیلئے بھی کھانا بھیجنا مکروہ ہے۔ (ابن ماجہ مترجم: ۱/۹۸۷) شمس الدین بریلوی لکھتے ہیں: ''میت کے گھر والوں کو جو کھانا بھیجا جاتا ہے یہ کھانا صرف گھر والے کھائیں اور انہی کے لائق بھیجا جائے زیادہ نہیں اوروں کو کھانا منع ہے اور صرف پہلے دن کھانا بھیجنا سنت ہے اس کے بعد مکروہ۔ (قانون شریعت: 192/1) مفتی احمد یار بریلوی لکھتے ہیں: ''صرف پہلے دن کھانا بھیجا جائے جس دن فوت ہو یا فوت کی خبر آئے بعد میں نہ بھیجے۔ تین دن کا رواج غلط ہے۔ (مراۃ: ۲/۵۰۸)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میت کے پہلے روز کھانا: اب یہ رسم زوروں پر ہے کہ میت کے پہلے روز ہی کھانا تیار کرایا جاتا ہے۔ مردہ دفن کرنے کے بعد بری رسم کا افتتاح کیا جاتا ہے۔ اس بری رسم میں موحد غیر موحد، سنی اور غیر سنی سب کے سب برابر شامل ہوتے ہیں۔ چاولوں کے کھانے کا غم زیادہ ہوتا ہے مرنے والے کا غم نہیں ہوتا۔ بریلوی عالم مولانا شمس الدین احمد رضوی لکھتے ہیں: میت کے گھر والوں کو جو کھانا بھیجا جاتا ہے یہ صرف گھر والے کھائیں اور انہی کے لائق بھیجا جائے زیادہ نہیں۔ اوروں کو کھانا منع ہے اور پہلے دن کھانا بھیجنا سنت ہے۔ (قانون شریعت: ۱۹۲/۱)

مفتی محمد خلیل حیدر آبادی بریلوی لکھتے ہیں: جس گھر میں میت ہو جائے وہاں چولہا جلانا، کھانا پکانا شرعاً منع نہیں ہے نہ اسمیں کوئی گناہ ہے۔ ہاں چونکہ موت کی پریشانی کے سبب وہ لوگ پکاتے نہیں اس لئے سنت ہے کہ پہلے دن صرف گھر والوں کیلئے کھانا بھیجا جائے اور انہیں باصرار کھلایا جائے۔ نہ دوسرے دن بھیجیں نہ گھر سے زیادہ آدمیوں کیلئے بھیجیں نہ اور لوگ اس میں سے کھائیں۔ (سنی بہشتی زیور صفحہ ۲۷۳) ﴿فاعتبروا یا اولی الابصار﴾ ''اے آنکھوں والو! اس سے نصیحت حاصل کرو''۔ فاضل بریلوی لکھتے ہیں: ''اگرچہ صرف ایک دن یعنی پہلے ہی روز عزیزوں اور ہمسائیوں کو مسنون ہے کہ میت والوں کیلئے اتنا کھانا پکوا کر بھیجیں جسے وہ بافراغت دو وقت کھا سکیں اور باصرار انہیں کھلائیں مگر یہ کھانا صرف اہلِ میت ہی کے قابل ہونا سنت ہے۔ (احکام شریعت: ۴۰۷/۳) یعنی کھانا جو پکا کر بھیجا جائے وہ صرف اہلِ میت کے افراد کیلئے ہو، مہمانوں یا دوسرے افراد کیلئے نہ ہو اور مہمان یا دوسرے آدمی جنازہ پڑھ کر تعزیت کر کے چلے جائیں۔ اس رسم کو چھوڑ دیئے کہ جنازہ پڑھ کر دفن کر کے تین دن تک دھرنا مار کر بیٹھ جائیں اور میت والوں کیلئے مزید پریشانی کا باعث بن جائیں۔ تین دن تک تعزیت کر سکتے ہیں لیکن تین دن تک دھرنا مار کر بیٹھنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

نوحہ کرنا: علامہ مفتی محمد خلیل حیدر آبادی بریلوی لکھتے ہیں ''نوحہ یعنی میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے آواز سے رونا جس کو بین کہتے ہیں سب کے نزدیک حرام ہے۔ یوں ہی واویلا... گریبان پھاڑنا، منہ نوچنا، بال کھولنا، سر پر خاک ڈالنا، ران پر ہاتھ مارنا، ایڑیاں رگڑنا، غرض اظہارِ غم میں ایسے تمام امور کرنا شرعاً ناجائز ہیں''۔

میرے مسلمان بھائیو! ایسا کام مت کرو جس کو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائیں ﴿فان عصوك فقل انى برئٓ مما تعملون﴾ (شعراء: ۲۱۶) ''(اے محبوب ﷺ) پھر اگر تمہاری نافرمانی کریں تو ان سے کہہ دو کہ جو تم کرتے ہو میں اس سے بری ہوں''۔ اسی لئے تو اللہ کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا (لا یومن احد کم حتی یکون هواء تبعا لما جئت به) ''تم میں سے اس وقت تک کوئی آدمی ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہشات میرے دین کے مطابق نہ ہوں''۔ مسائل پر عمل نہ کرنا بہت دور کی بات ہے۔ انسان دین کے معاملہ میں مرضی نہیں کر سکتا بلکہ ایماندار بننے کیلئے نبی ﷺ کی پیروی اور غلامی لازمی ہے۔ اپنی خواہشات بھی نبی ﷺ کے دین کے تابع ہوں تب انسان ایماندار ہو سکتا ہے۔

© rasailojaraid.com